سیرت النبی سے متعلق سابق کتب سماویہ سے استدلال

رحمۃ اللعالمین (قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ) کا تحقیقی مطالعہ

حافظ صبیحہ منیر*

The proofs of prophethood of prophet Muhammad are not stated only in the Quran but also in the previous revealed scriptures . But the jews and christians have done vaint attempt in the form of either giving wrong meanings to these proofs or distoting them to conceal this fact that these proofs refer to the prophet PBUH as the last and final messanger of Allah .To expose that plot of jews and christians, the learned Seerah writer of the subcontinent Qazi Muhammad Suleman Salman Mansoorpuri has proved in his book by giving so many arguments that the implemation of these proofs is the Prophet Muhammad PBUH. These arguments based on foresayings of the earlier prophets about the Prophet PBUH . And waiting for his coming, his birth, migration to madina , and his moral atributes.

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِين.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفتِ کاملہ ''رحمۃ اللعالمین'' تمام جہانوں، چرند، پرند، مخلوقات عالم حتیٰ کہ بنی نوع انسان کی تمام اقوام کے لیے فیض رساں ہے۔ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی محفوظ و مامون ہے اور یہ فضلِ خداوندی ہے کہ اُس ذات باری تعالیٰ نے قرآن کی عملی تفسیر یعنی سیرت مصطفیٰ کو بھی محفوظ فرمایا اور آنے والی نسلوں تک اس کو پہنچانے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم فرمادیا۔

''رحمۃ للعالمین'' قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ کی تصنیف بھی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی تین جلدوں پر مشتمل متوسط درجہ کی کتاب ہے جس میں سیرت النبی کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا گیا ہے اور مدلل انداز میں سیرت النبی کو کتبِ تاریخ اور قرآن واحادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ مصنف نے تمام مستند دلائل کو بطورِ مصادر استعمال کیا ہے اور قاضی صاحب کا اس کتاب کی تصنیف وتالیف میں قابلِ قدر اور جُداگانہ اندازِ استدلال اس کتاب کی جامع خصوصیت ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے سیرت النبی کو نہ صرف کُتبِ تاریخ اور اسلامی مآخذ ومصادر سے مدلل انداز میں بیان کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دیگر کُتبِ سماویہ سے بھی استدلال کیا ہے اور ''رحمۃ للعالمین'' میں سیرت النبی کے چند چیدہ چیدہ نکات کو کتب سماویہ سے بھی

* سکالر، شعبۂ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

ثابت کیا ہے کہ نبی موعود کے متعلق بائبل میں جو پیشن گوئیاں درج ہیں ان کی مصداق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے جو نبی آخر الزماں ہیں۔ اسی استدلال کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار۔ بائبل سے استدلال

مصنف رحمۃ للعالمین قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے سیرت النبی کے سلسلے میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جس نبی موعود کا انتظار تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی تھی اور اس کے شواہد نہ صرف اسلامی ماخذ و مصادر ہیں بلکہ اس بات کی دلیل انجیل یوحنا سے بھی ملتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ وہ ہر ایک کو خوشخبری سناتے تھے کہ وہ نبی جس کا تمام عالم کو انتظار تھا، آ گیا، ہمارے کانوں نے ان کا کلام سنا، ہماری آنکھوں نے اس کا دیدار کیا اور اس نے ہم کو زندہ رہنے والے سے ملا دیا ہے کہ دنیا کی زندگی اور موت اب ہمارے سامنے ہیچ ہے۔

قاضی صاحب نے اسی جملہ کو بطورِ استدلال لیا ہے کہ اب اگر اس جملہ پر غور کریں تو ''وہ نبی'' کے الفاظ کا مطلب سمجھنے کی ضرورت ہے انجیل یوحنا باب اول درس ۱۹ تا ۲۸ میں اس بات کا ذکر ہے کہ یوحنا نے اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں ۲۱۔ انہوں نے پوچھا کیا تو الیاس ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں، پس کہا تو ''وہ نبی'' ہے اس نے جواب دیا نہیں۔

بائبل کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ علمائے یہود اس زمانہ میں تین انبیاء کی آمد و ظہور کے منتظر تھے۔ الیاس، مسیح اور ''وہ نبی''۔ اسی سے قاضی صاحب نے استدلال کیا ہے کہ انجیل سے ثابت ہے کہ یوحنا نے یسوع کو مسیح بتایا اور مسیح نے یوحنا کو الیاس کہا۔ اب تیسرے نبی کا ظہور باقی تھا جو کتبِ سابقہ میں ''وہ نبی'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور مسلمانوں کی زبان پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''وہ نبی'' نہیں تو پادری بتائیں کہ مسیح علیہ السلام کے بعد ''وہ نبی'' کہلانے والا کون ہوگا ؟!

انبیائے سابقین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش گوئیاں

سابق کتب سماویہ میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ انبیائے سابقین علیہم السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق مختلف مقامات پر پیش گوئیاں دی تھیں اس کی ایک مثال ملاحظہ کریں جس کو قاضی صاحب نے دلیل بنایا ہے۔ ملاکی نبی کی کتاب ۳ باب درس ا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ جس کی تلاش میں تم ہو۔ ہاں وہ عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو۔ وہ اپنی ہیکل میں ناگہاں آوے گا۔ دیکھو وہ یقیناً آوے گا۔ رب الافواج

فرماتا ہے۲۔ پر اس کے آنے کے دن کون ٹھہر سکے گا اور جب وہ نمودار ہوگا کون ہے جو کھڑا ہوگا؟ اس الہامی عبارت سے ثابت ہے کہ رسول معبود وموعود کا انتظار اس کی علامات معلوم کرنے کا شوق سب کو لگا ہوا تھا۔ اور انبیاء سلف اپنا فرض سمجھتے تھے کہ اس کی علامات بیان کردیں۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ ملاکی نبیؑ کی کتاب عہد نامہ قدیم کی سب سے آخری کتاب ہے اس لیے اس پیش گوئی کے مصداق یا تو حضرت مسیح علیہ السلام ہو سکتے یا ہمارے دعویٰ کے موافق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسیح علیہ السلام بوجوہات ذیل اس پیش گوئی کے مصداق نہیں:

۱۔ متی نے اس پیش گوئی کو حضرت مسیح علیہ السلام کی بابت نہیں بتایا حالانکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کی پیش گوئیوں کو انجیل میں جمع کردیا ہے۔

۲۔ قدیم مصنفین میں سے اور کسی فاضل عیسائی نے بھی اسے مسیح علیہ السلام کی بابت نہیں کیا۔

۳۔ مسیح کو سب عیسائی ابن اللہ کہتے ہیں نہ کہ رسول

۴۔ ہیکل میں دشمن ان کے سامنے مغلوب نہیں ہوئے بلکہ دشمنوں نے مسیح کو مغلوب کرلیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش گوئی بوجوہات ذیل صادق آتی ہے ''اپنی ہیکل'' کا لفظ موجود ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس مکان کی طرف آئے گا جسے ہیکل ہونے کا درجہ خود اسی نے بخشا ہو۔ چنانچہ کعبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ''قبلہ'' قرار دیا تھا اور فتح مکہ سے قریباً سات برس پہلے قرار دے سکے تھے۔ ''ناگہاں آوے گا'' خود آنحضرتؐ کی دعا یہ تھی (اللھم اضرب علی اذانھم حتی تبغتھم بغتة)(بلاذری) اور ایسا ہی ہوا۔ (۳) لفظ رب الافواج بطور براعت الاستہلال ہے کہ وہ اس وقت فوجوں کے ساتھ ہوگا۔ اہل مکہ میں سے کوئی بھی مقابلہ میں ٹھہر نہ سکا تھا۔ لفظ عہد کا رسول انہی معنوں میں ہے جن میں لفظ وہ نبی یوحنا (یحییٰ) نے استعمال کیا اور مسیح نے انکار کیا کہ وہ نبی نہیں ہوں۔ دیکھو یوحنا (باب ۲۲ درس)۲ قاضی صاحب نے اس تحقیقی مطالعہ سے بائبل کے اندازِ بیاں اور مفاہیم کو بخوبی سمجھا ہے۔

ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سابق کتب سماویہ سے استدلال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اور ولادت کے متعلق پیشین گوئی سابق کتب میں موجود ہے اس سے مصنف رحمۃ للعالمین سے استدلال کیا ہے کہ یسعیاہ ۹/۶ میں ہے کہ ''ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔

یہ بشارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں نہیں ہو

سکتی کیونکہ انجیل متی سے ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کی اور بھی بہنیں اور بھائی تھے اور وہ مریم کے اکلوتے بیٹے نہ تھے۔[۳]

دوسری دلیل: نبی موعود کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہونا نہ صرف اسلامی مآخذ سے ثابت ہے بلکہ اس کا ذکر تورات کی کتاب استثناء باب ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور مزید یہ کہ نبی موعود فاران یعنی مکہ سے ظاہر ہوگا اس کا استدلال بھی استثناء ۲/۲۳ سے ہوتا ہے۔

ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سابقہ کتب سماویہ سے استدلال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ تاریخ اسلام کے ساتھ ساتھ اس کا ثبوت ہمیں توراۃ وانجیل سے بھی ملتا ہے اور اس واقعہ کو قاضی صاحب نے توراۃ کے بیانات سے مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔

ہجرت مدینہ کے چند چیدہ چیدہ پہلو انجیل وتوراۃ سے ثابت ہیں جن سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے۔

یسعیاہ کی کتاب ۲۱ باب ۱۳ میں ہجرت کا ذکر موجود ہے سب سے پہلے اس کتاب کے درس نقل ہوں گے پھر ان کی صراحت قاضی سلیمان منصور پوری کے طرزِ استدلال سے سامنے آئے گی۔

۱۳۔ عرب کی بابت الہامی کتاب، عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو گے اے دوانیوں کے قافلو۔ ۱۴۔ پانی لے کر پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو، روٹی لے کر بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ ۱۵۔ کیونکہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے کھچی ہوئی کمان سے جنگ کی اور شدت سے بھاگے ہیں۔ ۱۶ کیونکہ اللہ نے مجھ کو فرمایا، ہنوز ایک برس، ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ ۱۷۔ تیراندازوں کی جو باقی رہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ اسرائیل کے اللہ نے یوں فرمایا ہے۔

یسعیاہ کی ان آیات کو قاضی صاحب نے سیرۃ النبی سے متعلق واقعہ ہجرت سے منسلک کیا ہے اور استدلال کیا ہے کہ ان آیات سے حقیقی طور پر واقعہ ہجرت مُراد ہے جو نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ رسالت میں پیش آیا۔ لہٰذا قاضی صاحب ان آیات کے معانی ومفہوم اس طرح سے بیان کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا آیات میں آیت ۱۵ مہاجرین کا ذکر ہے جو ظالم قریش کے سامنے سے جان وایمان بچا کر بھاگے تھے اور مدینہ گئے تھے۔

آیت نمبر۱۳ میں دوانیوں اور ۱۴ میں تیماوالوں کو حکم ہے کہ ان کا استقبال کریں اور روٹی پانی سے ان کی تواضع کریں، واضح ہو کہ دوان نام ہے حضرت ابراہیم کے پوتے لیسان کے بیٹے سبا کے بھائی کا، سبا اور دوان کی اولاد مُلک یمن میں آباد ہوئی تھی۔ سیل عرم کے آنے سے یہ قبائل متفرق ہوئے اوس وخزرج کے قبائل جوانصار کہلاتے ہیں انہیں میں سے ہیں۔ مؤرخ ابن خلدون نے اسے صراحت سے بیان کیا ہے۔

اس آیت میں جیسا کہ یہ پیش گوئی کی ہے کہ مہاجرین کی ہجرت قریش کی تلواروں اور کمانوں کی وجہ سے ہوگی، ایسے ہی یہ پیش گوئی ہے کہ ان کے انصار نسلِ دوان سے ہوں گے، جیسا کہ ہوا۔

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ تیمار نام ہے حضرت اسماعیل کے آٹھویں فرزند کا جن کی اولاد مدینہ کے عقب میں ہوئی۔ اہل مدینہ وحوالی مدینہ کو نصرت وتائید کا حُکم دینے کے بعد آیت ۱۶، ۱۷ میں ان ظالموں کا انجام بتایا۔ یعنی قریش کا انجام اس جگہ قریش کو قیدار والے بتایا ہے۔ قیدار حضرت اسماعیل کے دوسرے فرزند کا نام ہے۔ قریش انہی کے نسل میں سے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ اس واقعہ ہجرت کے ایک سال بعد قیدار کے بہادر کمان انداز گھٹ جائیں گے اور ان کی شوکت کم ہو جائے گی۔ چنانچہ ہجرت کے ایک سال کے بعد جنگ بدر کا وقوع ہوا۔ جس میں قریش کے نامی سردار مشہور بہادر مارے گئے اور ان کے رُعب داب حشمت عزت کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ جملہ آیات میں صاف صاف نام لے کر پیش گوئی کی گئی ہے۔[۴]

یہودِ مدینہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے منتظر تھے جب سے اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے وعظ میں یہود کو یہ بشارت سنائی تھی اس بشارت کا استدلال کتاب استثناء سے کیا گیا ہے۔ استثناء کے الفاظ یہ ہیں:

> اللہ تیرا اللہ تیرے لئے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔[۵]

اسی باب کے دو اور درس اس بات کی وضاحت کرتے ہیں۔

درس نمبر ۱۸: میں ان کے لئے ان کے ان بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنے گا تو میں اُس کا حساب لوں گا۔[۶]

اب ان آیات کی مختصر تشریح اور مسلمانوں کا ان سے استدلال رحمۃ للعالمین کی روشنی میں درج ذیل ہے۔

(الف) بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں۔[۷]

(ب) بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں ہوا۔[۸]

اس لیے یہ پیش گوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور مزید یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتا یہ دیا گیا ہے کہ اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور یہ آنحضرت ہی کے ساتھ خاص ہے کیونکہ قرآن حکیم کے سوا باقی کوئی کتاب (توراۃ وانجیل) ایسی نہیں کہ جس میں کلام الٰہی کے الفاظ محفوظ رہے ہوں یا جس کی وحی لفظاً ومعناً پہنچتی ہو۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا اس بات پر اقرار ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے دس احکام کے سوا کوئی اور عبارت تورات کی بالکل اُسی حالت میں کلام الٰہی کی صورت میں محفوظ نہیں رہی اور موسیٰ علیہ السلام کے دوسرے انبیاء کے صحیفوں میں خصوصاً انجیل میں آسمانی وحی سے اترے ہوئے اللہ تعالیٰ کے الفاظ نہیں ہیں۔ اس بات کو تسلیم کر لینے کے بعد جملہ انبیاء کرام علیہم السلام میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی رہ جاتے ہیں جن کو کلام کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مماثلت ومشابہت ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری مزید لکھتے ہیں کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام میں باہمی مشابہت ومماثلت بہت سے امور میں ہے مثلاً دونوں کا صاحب ہجرت ہونا، صاحب شریعت، صاحبِ جہاد ہونا، اکتالیسویں سال میں نبوت کا ملنا وغیرہ یہ تمام ایسے امور ہیں کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مماثلت ان امور میں کسی اور نبی کے ساتھ نہیں ہے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان میں موجود ہے۔ اب اگر ان تمام امور کو نہ بھی دیکھا جائے صرف اسی مماثلت پر غور وخوض کیا جائے جس کا ذکر استثناء نے کیا ہے تو قرآن حکیم بھی تو اس بات کی تصدیق کر رہا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى.[۹]

اور وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے نہیں بول رہا ہے یہ تو وہ کلام ہے جو اللہ نے اس کے پاس بھیجا اور اس کے ناطقہ پر جاری ہے۔

یہ ایک ایسی صفت ہے جو رسول اللہ کے علاوہ کسی کے ساتھ خاص نہیں۔[۱۰]

لہٰذا اس استدلال سے معلوم ہوا کہ نبی موعود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات بابرکات ہے۔

احوالِ ہجرت نبویؐ اور مکہ ومدینہ کے نام سے متعلق سابق کتب سماویہ سے استدلال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی اہل کتاب اس بات کے قائل ہیں کیونکہ وہ اس بارے میں اپنی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں اور ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا عالم دیکھ کر اہل کتاب کو حقوقِ نبی کی کتاب باب ۳ درس ۳ کی مطلب سمجھ میں آیا جو یوں تھا کہ

اللہ جنوب سے اور وہ جو قدوس ہے، کوہِ فاران سے آیا، اس کی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔

فاران سے مراد مکہ مکرمہ ہے کیونکہ مجموعہ بائبل میں جس قدر پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی کتابیں گزریں ہیں ان میں مکہ کا نام فاران ہی ذکر ہوا ہے۔ کیونکہ اس جگہ فاران بن حمیر نے اپنا قبضہ کیا تھا۔ توراۃ کی کتاب پیدائش ۲۱ باب اور درس ۲۱ میں ہے۔

اسماعیل فاران کے بیابان میں رہا۔

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام نے اس بیابان میں یہ مسجد تعمیر کی جو اب کعبہ کے نام سے مشہور ہے پس توراۃ و قرآن ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہوئے ثابت کرتے ہیں کہ فاران مکہ کا نام ہے۔ فاران کا ذکر توراۃ کی کتاب اعداد، باب ۱۲ درس اور کتاب استثناء ۳۳ باب ۳ درس میں بھی آیا ہے اور ان سب حوالہ جات سے بصراحت ثابت ہوا ہے کہ فاران مکہ کا نام ہے۔

انصارِ مدینہ کی بچیوں کے گیت اور بائبل سے استدلال

انصار کی معصوم لڑکیاں پیارے لہجہ اور پاک زبانوں سے اس وقت اشعار گا رہی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے تشریف لائے۔

اور یہ بات کتاب یسعیاہ ۴۲ باب، ۱۱ درس میں ہے کہ سلع کے باشندے ایک گیت گائیں گے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے۔

مدینہ کا نام سابق انبیاء کی کتب میں سلع ہے۔

ان سب بیانات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر ہجرت مکہ سے مدینہ اور پھر یہاں تک کہ انصارِ مدینہ کی بچیوں کے گیت تک کا ذکر سابق کتب سماویہ میں موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت اور مکاشفاتِ یوحنا سے استدلال

اہل عرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از نبوت صادق و امین کہہ کر پکارتے تھے۔ یہ نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کی عکاسی کرتے ہیں۔ مصنف رحمۃ للعالمین نے انہی ناموں کے بارے میں پہلے نبیوں کے پاک نوشتوں سے اس نام کی تصدیق کا ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشین گوئیاں مکاشفاتِ یوحنا سے ثابت ہوتی ہیں اس طرح کہ

بائبل کے آخر میں مکاشفات یوحنا کی ایک کتاب ہے جس کے اولین باب میں اُن باتوں کا ذکر ہے جو یوحنا کے بعد دنیا میں ہونے والی تھیں۔ (سینٹ یوحنا حضرت مسیح علیہ السلام کا حواری تھا) اور یہ مکاشفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دُنیا سے جانے کے بعد یوحنا نے دیکھا تھا۔

یوحنا کہتا ہے:

پھر میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھا کہ (الف) ایک نقرئی گھوڑا اور اس کا سوار (ب) امانتدار اور سچا کہلاتا ہے۔ (ج) اور وہ راستی سے عدالت کرتا ہے (د) اور لڑتا ہے ۱۲ (ہ) اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کی مانند (ر) اور کسی کے سر پر بہت سے تاج (ز) اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا ۱۳ (ح) اور خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا (ط) اور اس کا نام کلام اللہ ہے (ی) اور فوجیں جو آسمان میں ہیں صاف اور سفید کتانی لباس پہنے ہوئے نقرئی گھوڑوں پر سوار اس کے پیچھے ہولیں ۱۵ (ک) اور اس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے کہ وہ اس سے قوموں کو مارے (ل) اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکمرانی کرے گا (م) اور وہ خود قادرِ مطلق اللہ کے قہر وغضب کے لہو میں روندتا ہے ۱۶ (ن) اس کے لباس سے اس کی ران پر نام لکھا ہے کہ بادشاہوں کے بادشاہ اور معبودوں کا معبود۔[11]

مکاشفہ یوحنا سے قاضی صاحب نے استدلال کیا ہے کہ اس کا ہر جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔ اس مکاشفہ کی مختصر تشریح درج ذیل ہے۔

(الف) نقرئی گھوڑے اور اس کے سوار کا ذکر مکاشفہ ۶-۲ میں بھی ذکر ہے اور بھی دیگر مقامات و مکاشفات میں نقرئی گھوڑے اُس کے سوار اور جو علامات بیان کی گئیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر صادق آتی ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری میں بھی نقرئی گھوڑا تھا جس کا نام بحر تھا۔[12]

اور جو علامات مکاشفہ میں ذکر ہیں یعنی کمان کا ہاتھ میں ہونا اور صاحبِ فتح ہونا[13] وغیرہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی عربی کمان کو ہاتھ میں رکھتے تھے بعض اوقات خطبہ کے وقت بھی کمان ہاتھ میں ہوتی اور مسلمانوں کو کمان چلانے کی تاکید فرماتے حدیث شریف میں ہے کہ

ارموا فان اباکم کان رامیا. (بخاری)

یعنی تیر چلایا کرو تمہارے باپ اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے۔

دوسری علامت جو مکاشفہ میں بیان ہوئی وہ فتح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح مبین کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور سب سے بڑی فتح یہ ہے کہ جس کام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث

ہوئے تھے اسے بدرجہ کمال پہنچا کر دنیا سے رخصت ہوئے یہ فتح مبین ہے۔ جبکہ باقی انبیاء مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اپنی تعلیمات کو مکمل طریقے سے اُمت تک پہنچانے سے پہلے اس دُنیا سے رُخصت ہوئے اس لئے آنحضرت کے فتح مند ہونے میں کوئی شک نہیں۔

(ب) امانتدار اور سچا کہلاتا ہے

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگ اسی نام سے پکارا کریں گے اور یہی معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلتا رہا ہے لوگ آپ کو صادق وامین کے لقب سے پکارتے تھے۔

(ج) وہ راستی سے عدالت کرتا

مکاشفہ کے علاوہ یسعیاہ میں بھی یہ بات درج ہے کہ وہ راستی سے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور انصاف سے زمین کے خاکساروں کے لیے انفصال کرے گا۔ یوحنا نے اسی کو دُہرا کر بتا دیا کہ اس کا تعلق زمانہ مابعد مسیح سے ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ

وَ یَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ كَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ۔[۱۴]

(د) اور لڑتا ہے

راستی کے ساتھ لڑنے کی صفت کا بھی ذکر ہے تو سوار کے لئے مجاہد و غازی ہونا ضروری ہے لہٰذا اسے کسی اور پر چسپاں نہ کیا جائے۔

(ھ) اس کی آنکھیں شعلے کی مانند ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک جو تمام نوشتوں میں موجود ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں سُرخی کا ہونا درج ہے۔ چنانچہ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جملے کے بھی مصداق ہیں کیونکہ آپ کی آنکھوں کے گرد سُرخ ڈورے تھے۔

(و) اس کے سر پر بہت سے تاج

مکاشفہ کے اس جملہ سے قاضی صاحب نے یہ مُراد لی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تمام خوبیوں کی حامل اور جامع الصفات تھی۔ دیگر انبیاء کرام کے گروہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی واعظ ہے (سلیمان علیہ السلام) کوئی مبشر ہے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کوئی منذر ہے (حضرت نوح علیہ السلام) کوئی منجی ہے۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کوئی مناظر ہے (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کوئی مجاہد ہے (حضرت

داؤد علیہ السلام) لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن حکیم فرماتا ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا. وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا. ۱۵

سر پر بہت سے تاج ہونے کے یہی معنیٰ ہیں۔

(ز) اس کا ایک نام لکھا ہے جسے اس کے سوا کسی نے نہ جانا

آنحضرت کا اسم پاک محمد واحمد وہ نام ہیں جو پہلے کسی کا نہیں ہوا یہی اس بات کی دلیل ہے کہ نام محمدی واحد و یکتا ایسا نام ہے جس سے پہلے کوئی بشر مانوس نہ تھا۔

(ح) خون میں ڈوبا ہوا لباس وہ پہنے تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں منادی کے وقت ایسا ہی گزرا کہ تمام جسم مبارک پتھر کھاتے کھاتے لہولہان ہو گیا تھا اور لباس مبارک بھی خون میں تر ہو گیا تھا اور خون نکل کر اور بہہ بہہ کر وضو کے وقت جوتے اتارنا مشکل ہو گیا تھا اور چونکہ اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا تھے۔ ۱۶ اسی لئے یہ بیان بھی آنحضرت ہی پر صادق آتا ہے۔

(ط) کلام اللہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ علامت کہ آپ کلام اللہ سے متصف ہوں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آخری وعظ ۱۷ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے آخری وعظ میں خصوصیت سے بیان کی تھی۔ ۱۸ اب یوحنا حواری نے بھی بیان کی جس سے معلوم ہوا کہ یوحنا کے مکاشفہ تک کلام اللہ والی علامت کا پورا ہونا باقی تھا پس یہ قرآن ہی ہے جس کی بابت خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی. ۱۹

(ی) فرشتوں کا اور ملکوتی طاقتوں کا آنحضرت کے ساتھ ہونا قرآن حکیم میں بھی ہے:

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۲۰

یعنی فرشتے بھی اس کے مددگار رہیں۔

اور یہ کہ فرشتوں کے سفید کپڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس محبوب تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا رنگ بھی سفید تھا۔

(ک) اور اس کے منہ سے تیز تلوار نکلتی ہے

اس سے مُراد جہاد ہے۔

(ل) لوہے کے عصا سے حکمرانی کرے گا

اس کا ذکر زبور ۲-۹ میں بھی ہے اور مکاشفہ میں یہ الفاظ دُہرانے سے یہ بات سامنے آ گئی کہ اس سے مراد یوحنا کے بعد آنے والا ہے اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کوئی اور نہیں۔

(م) وہ قادرِ مطلق کے قہر کے لہو میں روندتا ہے

سرکش قبائل کا تباہ ہونا قیصر و کسریٰ کو نافرمانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا ملنا اللہ کے قہر ہی سے تھا۔

(ن) اس کے لباس اور ران پر بادشاہوں کا بادشاہ معبودوں کا معبود لکھا ہوگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے القابِ عالیہ میں سے امام الانبیاء سید المرسلین بھی ہیں اور یہی مُراد مکاشفہ کے الفاظ کی ہیں۔[۲۱]

اس مکاشفہ میں ۱۳ نکات بیان کیے گئے ہیں اور قاضی سلیمان منصور پوری نے اُن ۱۳ پہلوؤں سے تاریخ اور قرآن سے استدلال کیا ہے کہ اس مکاشفہ کا ہر ہر جز و نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے۔

فتح و کامرانی اور افواجِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر از روئے بائبل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامرانی اور کامیابی عطا فرمائی اور فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار کی جمعیت ہم رکاب تھی۔[۲۲] قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے اس بات کو از روئے بائبل ثابت کیا ہے کہ نہ صرف قرآن اور تاریخِ اسلام اسے بیان کرتے ہیں بلکہ اس کی تصدیق کتب سماویہ سے بھی ہوتی ہے کیونکہ انہی افواج کا ذکر ہمیں سابق کتب سماویہ سے ملتا ہے۔

غزل الغزلات باب نمبر ۵ درس ۱۰ میں لکھا ہے کہ

میرا محبوب سرخ و سفید ہے، دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔

مگر اردو بائبل کے عیسائی مشنری پالیسی کے تحت یہ الفاظ ہیں:

ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا جانی یہ میرا پیارا ہے۔[۲۳]

مگر عبرانی بائبل کے الفاظ یہ ہیں:

خلو محمدیم زہ دردی وزہ رعی . بلوث یروشلائم.

اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ

وہ تو ٹھیک محمد ہے، میرا حبیب یہی ہے۔ اے دُخترانِ یروشلم۔

پادری صاحبان کا اتفاق ہے کہ غزل الغزلات میں ہیکل (قبلہ) نے کسی موعود بزرگ کے عشق میں ترانہ گایا ہے اور پھر اس کے بعد پادری صاحبان اسے حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق فرماتے ہیں لیکن جب اس ترانہ کے مصنف حضرت سلیمان نے خود ہی نام مبارک ''محمد'' فرمایا اور ان کا پتہ دے دیا کہ وہ ہیکل میں دس ہزار آدمیوں کے درمیان آئے گا تو اب ممدوح کا صحیح پتہ لگ جانے میں کوئی شبہ نہیں، عبرانی لفظ ''محمدیم'' کا ترجمہ عشق انگیز کرنا سراپا غلط ہے۔ شاید کوئی کہے کہ اس پیش گوئی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دس ہزار فوج کے ساتھ خاص مکہ پر آنا ثابت نہیں ہوتا اس لیے مکہ کا نام دیکھنے کے لیے دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ کتاب استثناء ۳۳ باب ۱، ۲ درس میں ہے: یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ علیہ السلام مرد اللہ نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ سینا سے آیا۔ اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لیے تھی۔ سینا سے آنے سے موسیٰ علیہ السلام اور شعیر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ آنے سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ باقی پیش گوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت ہے جو دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ فاران کے پہاڑ سے فاران والوں پر جلوہ گر ہوئے تھے۔ آتشی شریعت سے مراد نورانی اور آسمانی شریعت ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے آگ میں سے کلام سنا تھا۔ ان کے لیے، سے مراد یہ تھی کہ اہل مکہ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہو جائیں گے۔[۲۴]

جنگِ حُنین اور سابق کتب سماویہ سے استدلال

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ معلومات کے ساتھ ساتھ ہمیں بائبل سے غزوات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چلتا ہے۔ مثلاً جنگِ حُنین کا ذکر یرمیاہ نبی کی کتاب میں موجود ہے جس کو دلیل بنایا گیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

> اٹھو قیدار چڑھو اور یورپ کے لوگوں کو ہلاک کردو، ان کے خیموں اور ان کے گلوں کو دے لیں گے اور ان کے سارے برتنوں اور ان کے اونٹوں کو اپنے لئے لیتے جائیں گے۔[۲۵]

قاضی صاحب نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اس سے مراد مکہ کی فتح، جنگ حنین کا ذکر اور اس بھاری غنیمت کے ملنے کا بیان ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ قیدار پر چڑھائی سے مراد قریش فرزندان قیدار آباد تھے جہاں وہ

جگہ مراد ہے اور یورپ والوں سے مراد حنین و طائف کے لوگ ہیں کیونکہ غور کیا جائے تو حنین مکہ سے یورپ کی طرف ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی آخر الزماں ہونا قرآنی دلائل اور تاریخی شواہد نیز کتب ساویہ میں مستند طور پر مذکور ہے۔ اور سابق کتب ساویہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف پہلوؤں کو زندہ کرتی ہیں جو اس بات کی عینی شاہد ہیں کہ نبی موعود کے متعلق پیشین گوئیوں کی حقیقی مصداق محمد رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے مگر اُن مذاہب کے حامیان نے کتبِ ساویہ کے احکام کے کوئی اور مطالب سمجھے اور نکالے ہیں۔ جن سے دورِ حاضر میں سیرت النبی صلی اللہ وآلہ وسلم کے مستند پہلوؤں کو مبہم شکل دے دی گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بائبل میں ہونے والی نت نئی تحریفات اور ان سے اخذ کیے جانے والے نتائج و مطالب کو صحیح مفاہیم اور اُسی اصلی رنگ میں ڈھالا جائے جن مطالب میں رب تعالیٰ نے اُن احکامات کو نازل فرمایا ہے۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ نے اپنی تصنیف ''رحمۃ اللعالمین'' میں اسی جداگانہ اور منفرد انداز سے استدلال کیا ہے۔ جس سے بائبل کے بیانات اور اسلامی مآخذ کے بیانات میں تطبیق پیدا ہوتی ہے۔ اور قاضی صاحب نے مزید قرآن و حدیث سے استدلال کرتے ہوئے بتایا ہے کہ بائبل کے بیانات کے جو غلط معانی اخذ کیے گئے ہیں وہ سراسر عیسائیوں اور یہودیوں کی سازش اور پروپیگنڈہ ہے۔ درحقیقت بائبل خود اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی وہ ذات ہے جن کے وہ منتظر تھے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ منصور پوری، محمد سلیمان، قاضی، رحمۃ للعالمین، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س۔ن، ۱/ ۵۹

۲۔ کتاب مقدس، پاکستان بائبل سوسائٹی، لاہور، ۱۹۸۴ء، یوحنا باب ۲۲ درس

۳۔ قاضی سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، ۱/ ۲۸

۴۔ رحمۃ للعالمین، ۱/۴/ ۷۴-۷۵

۵۔ بائبل، کتاب استثناء باب ۱۸، درس ۱۵

۶۔ بائبل، کتاب استثناء، باب نمبر ۱۸، درس نمبر ۱۸

۷۔ بائبل، کتاب پیدائش، باب ۱۲ تا ۱۶ اور باب ۱۸ تا ۲۵

۸۔ بائبل، کتاب استثناء، باب ۳۴/ ۱۰

۹۔ النجم،۵۳:۳-۴
۱۰۔ رحمۃ لعالمین،۱/ ۷۵،۷۶
۱۱۔ بائبل، یوحنا، مکاشفہ، باب ۱۹
۱۲۔ بائبل، کتاب سفر السعادت، ص ۳۱
۱۳۔ بائبل، یوحنا، مکاشفہ، ۶-۲
۱۴۔ الاعراف، ۷:۱۵۷
۱۵۔ الاحزاب،۳۳:۴۵-۴۶
۱۶۔ بائبل، یسعیاہ،۶۳/ ۱،۲،۳
۱۷۔ بائبل، کتاب ۵
۱۸۔ بائبل، یوحنا،۱۳/ ۱۶
۱۹۔ النجم ۵۳:۳،۴
۲۰۔ التحریم،۶۶:۴
۲۱۔ رحمۃ للعالمین،۱/ ۳۲-۳۳
۲۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار الفکر،۱۹۸۱ء، عن ابن عباس، کتاب المغازی، ۱۷
۲۳۔ بائبل، غزل الغزلات، باب نمبر ۵ درس ۱۰
۲۴۔ رحمۃ للعالمین،۱/ ۹۲
۲۵۔ یرمیاہ نبی کی کتاب ۴۹ باب درس ۲۹